وبائی امراض اور ان کا تدارک: کووِڈ۔ ۱۹ کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Pandemics and their Remedy in the Light of Islamic Teachings: An Analysis with Special Reference to COVID-19

ڈاکٹر ریاض احمد سعید*

حافظ وقاص خان**

Abstract:

The pandemics have been one of the most tribal threats to human life throughout human history. It is a historical fact that billions of people have died because of these infectious diseases. Now we are in the 21st century which is known for its advancements in the field of science and technology.. But unfortunately, we are victims of another dangerous pandemic named COVID-19. The most interesting thing is that the modern man could not able to find out the proper cure/vaccine of this treacherous disease yet. In this situation, the views of scholars have diversified that religion has a cure for this pandemic or not. Being a Muslim, I believe that Islam guides us for this issue via preventive measures and medication both. The primary sources of Islam offer us a complete code of ethics regarding this issue. We find many examples in Seerha of the Holy Prophet ﷺ to get protection from it. In this study, efforts are made to find out the moral and practical teachings of Islam to cure the pandemic diseases analytically with special reference to COVID-19. The analytical approach is adopted in this study with a qualitative research methodology. It's observed from the study, Islam has a complete set of education to prevent and protect from pandemic disease. Therefore, it's argued that we should adopt the moral teachings of Islam for infectious diseases while not forgetting to take care of our health through proper medication as suggested by Islam.

Keywords: Pandemic Disease, COVID-19, Remedy, Islamic Teachings, Analysis

*شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

**لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

تمہید

دنیامیں وباؤں کی تاریخ بہت پرانی ہے، زمانہ قدیم میں بھی بنی نوع انسان نے مختلف النوع وباؤں کا سامنا کیا ہے، وباؤں کی نوعیت، کیفیت اور مضر اثرات بھی مختلف رہے ہیں اور اس سے نمٹنے کے لیے کبھی ناکام اور کبھی کامیاب حکمتِ عملی بھی ترتیب دی گئی ہے۔ عصرِ حاضر میں پوری دنیا کووڈ19 نامی بیماری سے نبرد آزما ہے، جس نے دنیا کے کم بیش ہر حصے میں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ سعودی عرب سمیت متعدد ممالک نے احتیاطی اقدامات کرتے ہوئے زائرین ومسافرین کی آمد پر پابندی بھی لگادی ہے۔ ذرائع کے مطابق دنیا کے ترقی یافتہ ملک چین سے شروع ہونے والا یہ وائرس انسانی سانس کے نظام پر حملہ آور ہو کر ہلاکت کی وجہ بنتا ہے، اب تک ہزاروں افراد اس کے سبب موت کا لقمۂ تر بن چکے ہیں۔ کسی بھی وائرس کے بارے میں جب تحقیق کی جائے تو اہم سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ وائرس کہاں سے آیا اور کس طرح پھیلنا شروع ہوا؟ واضح رہے کہ زیادہ تر وائرس جانوروں میں پائے جاتے ہیں؛ لیکن ان کے متعلق معلومات تب حاصل ہوتی ہیں جب یہ انسانوں میں منتقل ہوں۔ ایڈز افریقہ کے جنگلات میں موجود بندروں کی ایک بیماری تھی؛ مگر جب یہ انسانوں میں منتقل ہوئی تب اس کے متعلق تحقیقات کا آغاز کیا گیا۔ کرونا وائرس کے بارے میں بھی گمان یہی ہے کہ یہ جانوروں میں پائے جانے والا ایک وائرس ہے جو انسانوں میں منتقل ہوا ہے۔ عالمی ادارہ صحت نے 31 دسمبر کو ہی چین کو اس خطرناک وائرس سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس بیماری کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ ابتداء میں سردی، زکام، بخار، کھانسی یا سانس لینے میں تکلیف کا احساس ہوتا ہے، مگر جب یہ بیماری مریض کو پورے طریقے سے اپنے گرفت میں لے لیتی ہے تو وہ شخص نمونیا اور تنفس میں شدید دقت سے دوچار ہو جاتا ہے، پھیپھڑے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں، بعد ازاں گردے فیل ہونے سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں جہاں روحانی اور باطنی بیماریوں کے حل تجویز فرمائے وہیں جسمانی اور ظاہری امراض کے لیے بھی ہدایات دیں، یہی وجہ ہے کہ مسلم اطباء نے اس کو موضوع بحث بنایا؛ جس کے سبب نہ صرف طب کے میدان میں نئی نئی تحقیقات منظر عام پر آئیں؛ بلکہ بہت ساری نئی نئی ادویات بھی متعارف ہوئیں، بہت سے لاعلاج امراض کا علاج دریافت کیا گیا، یونانی کتب کے عربی ترجمے کیے، ہسپتال اور شفاخانے قائم کیے اور طب کو خیالی مفروضوں سے نکال کر ایک عملی سائنس کی شکل دی۔ گویا اسلام اور اگلے دور کے مسلمان صحت عامہ کے بارے میں غیر معمولی حد تک سنجیدہ اور حساس رہے۔ ہمارا دین جدید دور کے علاج معالجے کی سہولتوں کے استعمال کا مخالف نہیں ہے؛ بلکہ ان سے استفادہ کا امر کرتا ہے، بیماریوں اور وباؤں

سے حفاظت کے لیے روزانہ کم از کم پانچ مرتبہ وضو کرنا، سونے سے قبل ضروریات سے فراغت حاصل کرنا، جنسی عمل کے بعد لازماً غسل کرنا، بالوں اور ناخنوں کی تراش خراش کرنا، منہ، ناک اور کان کی صفائی کرنا، صاف ستھرا لباس پہننا، کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو ہزاروں سال سے ہمارے دین کا لازمی حصہ ہیں۔ سیدنا ابراہیمؑ کو بھی ان چیزوں کا حکم دیا گیا تھا۔ دور جدید کے ہائی جین اصول بھی انہیں باتوں کی تلقین کرتے ہیں۔ ظاہری شکل وشباہت کے علاوہ جسمانی صحت بھی شخصیت کا اہم ترین پہلو ہے، اگر انسان صحت مند نہ ہو تو وہ کسی کام کو بھی صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتا، دین نے اپنی صحت کی حفاظت کو بڑی اہمیت دی ہے اور ایسی تمام چیزوں سے روکا ہے جو صحت کیلئے نقصان دہ ہوں۔ حفظانِ صحت میں خوراک، ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، متوازن خوراک اور معتدل وپاکیزہ غذا سے انسان کی صحت برقرار رہتی ہے، وہ مناسب طور پر نشوونما پاتا ہے اور محنت کی قابلیت بھی پیدا ہوتی ہے۔

تاریخی اعتبار سے وباؤں کا کیا تذکرہ موجود ہے، کونسی بیماریاں وباء کی صورت میں دنیا کو نقصان پہنچا چکی ہیں، کرونا کی اس وباء سے کس طرح محفوظ رہنا ہے، اور وباؤں کے حوالے اسلام کی تعلیمات کیا ہدایات فراہم کرتی ہیں اس تحقیقی مقالہ میں وبائی امراض اور ان کا تدارک بالخصوص کووڈ۔ ۱۹ کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ کرنے اور ان سے بچاؤ کی اسلامی تدابیر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مرض کی تعریف اور مفہوم

علمِ طب کے مطابق انسانی بدن کے مزاج میں ایسا عارضہ، ایسی خرابی یا بیماری جو بدن کو اس کے خاص اعتدال سے نکال دے اسے مرض کہتے ہیں۔ علامہ جرجانی نے بھی "التعریفات میں مرض کے حوالے سے مذکورہ تعریف ہی بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ "(المرض) هو ما يعرض للبدن فيخرجه عن الاعتدال الخاص"[1]۔ تاہم مرض کی جمع امراض ہے۔ اس کا مترادف لفظ" السقم" قرآن پاک میں ہے: ﴿فَقَالَ اِنِّیۡ سَقِیۡمٌ ﴾[2] ((یعنی انھوں نے کہا میں بیمار ہوں)) "السقم "الصحة "کے متضاد بولا جاتا ہے۔"[3]

قرآن مجید میں مرض کا لفظ روحانی وجسمانی دونوں قسم کی بیماری کے معنوں میں آیا ہے۔ جیسا کہ آیتِ مبارکہ ہے: ﴿فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾[4] "ان لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے پھر اللہ نے انکی بیماری اور بڑھادی" علامہ ابن کثیرؒ، امام طبریؒ اور دیگر مفسرین کے مطابق یہاں مرض کا لفظ دینی وروحانی بیماری کے معنوں میں آیا ہے[5] جیسا کہ دل میں نفاق اور ریا کی بیماریاں وغیرہ۔ جہاں تک جسمانی بیماریوں کا تعلق ہے تو اس کے لیے بھی قرآن مجید میں مختلف مقامات پر "مرض" کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ قرانَ کریم کی یہ آیت

مبارکہ ہے﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [6](پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرل)"یعنی مرض کا لفظ جسمانی و روحانی دونوں قسم کی بیماریوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

وباء کی تعریف اور معنی و مفہوم:

اردو ڈکشنری فرہنگ آصفیہ میں وبا کو یوں بیان کیا گیا ہے "اسم مؤنث: موت، مرگ عام و مرگ عالم جو ہوا خراب ہو جانے سے واقع ہوتی ہے۔ مری، مہامری، اُرنی بیماری، پھیلنے والی یا متعدی بیماری جیسے ہیضہ "[7]

اسی طرح اردو کی مختلف لغات میں معمولی سے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ وبا کی مختلف تعریفیں بیان ہوئی ہیں،

اردو لغت کے مطابق

"1-وہ بیماری جو بہ کثرت پھیلے؛ متعدی بیماری؛ جیسے: طاعون، ہیضہ وغیرہ

2-(کنایۃ) مرگ عام، موت نیز ملک گیر مرض۔

3-(مجازاً) ایسی بیماری یا مصیبت جو انسانوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہو، بلائے آسمانی"[8]

اطباء نے جسمانی امراض کو دو قسم میں شمار کیا ہے۔

1) وبائی امراض / متعدی امراض

2) غیر وبائی امراض / غیر متعدی امراض

ا)۔ غیر وبائی / غیر متعدی امراض وہ ہیں جن کا تعلق کسی انسان کی اپنی ذات تک محدود ہو۔ خواہ انفرادی طور پر وہ متاثرہ شخص کے لیے جان لیوا ہی کیوں نہ ہو مگر دوسرے انسانوں کے لیے فی الوقت مضر نہ ہوں۔ یعنی کہ وہ بیماریاں جو چھوت نہ ہوں، سانس، ہوا یا ہاتھ لگانے سے دوسرے جاندار میں منتقل نہ ہوں، وہ وبائی امراض نہیں ہیں، دوسرے لفظوں میں وہ غیر متعدی امراض ہیں۔

۲)۔ جبکہ وبائی امراض سے مراد وہ بیماریاں ہیں جن میں کچھ جرثومے(Virus)، خرد نامیات (microorganism) یا کسی قسم کا انفیکشن متاثرہ جسم سے دوسرے جسم میں آسانی سے منتقل ہو کر اسے بھی متاثر کر دے اور اس طرح وبائی امراض مرگ عالم یا مرگ عام کا سبب بنتے ہیں۔ اس قسم کے امراض کی انتہائی شکل کچھ نامعلوم وائرسز کا انسان یا کسی بھی جاندار کے اوپر ایسا جان لیوا حملہ ہوتا ہے جس سے بیک وقت کئی اموات واقع ہوتی ہیں۔ وبائی امراض کو متعدی امراض بھی کہا جاتا ہے۔ آسان اور سادہ الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ بیماری جو تیزی سے پھیلے اور جس میں ایک سے دوسرے کو متاثر ہونے کا اندیشہ ہو ساتھ ہی ملک گیر

یا عالمگیر سطح پر ہو اسے وبا تصور کیا جائے گا۔

وباؤں کی تفصیل

دنیا میں آنے والی ہر بیماری نہیں بلکہ چند بیماریاں ہی ایسی ہوتی ہیں جو وبا کی صورت اختیار کرتی ہیں، ان بیماریوں کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

طاعون

وباؤں کا جب مطالعہ کیا جائے تو سب سے پہلے طاعون کا نام سامنے آتا ہے کہ جس نے بنی نوع انسان کو بڑی حد تک متاثر کیا۔ طاعون کی وضاحت کرتے ہوئے ابن جوزی لکھتے ہیں کہ "اطباء کے نزدیک نرم گوشت، بغل، کان کے پیچھے، کنج ران کا فاسد پھوڑا طاعون کہلاتا ہے، یہ عضو کو فاسد کر دیتا ہے اور اس کے اطراف کو بھی خراب کر دیتا ہے، کبھی اس خراج سے ٹوٹ کر خون اور پیپ بہنے لگتا ہے، عموماً طاعون وبائی انداز میں ہوتا ہے اور وبا پذیر ممالک میں ہوتا ہے"۔[9] طاعون کی تعریف سمجھنے کے بعد اس کا ادراک ہوتا ہے کہ یہ بیماری متعدی ہونے کے ساتھ ساتھ بذات خود کتنی تکلیف دہ ہے۔

جذام

احادیث کے ذخیرے میں جذام کی بیماری کا ذکر آیا ہے اس لیے مناسب ہو گا کہ جذام کو سمجھا جائے۔ امام ابن القیم نے طبِ نبوی میں اس بات کو اس طرح بیان کیا ہے۔

"جذام یا کوڑھ (Leprosy) میں مریض کی قوت مدافعت بہت کمزور ہو جاتی ہے اور جسم پر بیشمار گلٹیاں بن جاتی ہیں جن کے اندر جرثیم پھیلنے لگتے ہیں، اس بیماری کی وجہ سے مریض کی شکل و صورت بگڑ جاتی ہے اور بازوؤں اور ٹانگوں کی نروز متاثر ہونے کی وجہ سے مریض "پیری فیرل نیورو پیتھی" (Perpheral Neuropathy) کا شکار ہو جاتا ہے جسم میں پیپ پڑ جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی انسان کا گوشت ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گرنے لگتا ہے، کوڑھی کے جسم سے شدید بو بھی آتی ہے "[10]

جذام کی بیماری مریض کے ساتھ ساتھ دیکھنے والوں کے لیے بھی اذیت ناک ہے اسی لیے مجموعہ احادیث میں اس بیماری کے حوالے سے خصوصی احتیاط کا حکم آیا ہے۔

چیچک

دنیا میں آنے والی وباؤں کی فہرست میں ایک چیچک بھی ہے جس نے پندرہویں صدی کے اختتام پر وبا کی صورت اختیار کرتے ہوئے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلائی، 1980ء میں یہ بیماری دنیا سے ختم ہو گئی ہے۔ چیچک پر

سب سے پہلے لکھی جانے والی کتاب "الکلیات فی الطب" کے نام سے ابن رشد نے لکھی تھی، اس بیماری میں مختلف سائز کے دانے جسم پر نکلتے تھے اور بیماری ختم ہونے کے بعد بھی ان کے نشانات باقی رہتے تھے۔

وبائی امراض کی تاریخ

وبائی امراض کی تاریخ بہت پرانی ہے، 541ء تا 542ء میں آنے والی طاعون کی وبا' پہلی بڑی وبا تصور کی جاتی ہے جو کہ روم اور اس کے اطراف میں پھیل گئی جس سے ڈھائی کروڑ افراد ہلاک ہوئے، 640ء میں عہدِ فارقی میں مسلمان فوج میں طاعون کی وبا پھیلی، تاریخ ابن خلدون کے مطابق "18ھ میں شام کے قریہ عمواس میں بہت ہی خطرناک اور مہلک طاعون کی وبا پھیلی جس سے ہزاروں صحابہ کرام وفات پاگئے اسے مؤرخین نے دور فاروقی کا اہم واقعہ شمار کیا "[11] عالمِ اسلام کو زیادہ تر طاعون کی وباء سے واسطہ پڑا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے طاعون کی وباء پر ایک جامع کتاب لکھی ہے جس میں اسلامی تاریخ میں اس وباء کے نزول کے حالات وواقعات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں وباء کی تفصیل درج ذیل ہے:

- "عہدِ رسالت میں مدائن میں طاعونِ شیرویۃ پھیلی۔
- 18ھ میں عہد فاروقی میں طاعون عمواس جو شام میں نمودار ہوا۔ 25 ہزار افراد لقمہ اجل ہوئے امت مسلمہ کو کئی جلیل القدر صحابہ کرام سے محروم ہونا پڑا۔
- 50ھ میں طاعون عمواس حضرت ابو موسیٰ اشعری کے عہد مبارک میں کوفہ میں پھوٹا۔
- 66ھ میں مصر میں طاعون کی وباء پھوٹی۔
- 85ھ مین عمر بن عبد العزیز کی وفات کے سال بھی طاعون نمودار ہوا
- 87ھ میں طاعون فتیات یا طاعونِ اشراف۔ اس میں زیادہ اموات خواتین کی ہوئیں۔
- 100ھ میں طاعون عدی بن ارطاہ پھر 107 اور 105 میں یہی طاعون نمودار ہوا۔
- 127ھ میں طاعون غراب، 131 میں طاعون مسلم بن قتیبہ، 221ھ اور 406ھ بصرہ میں، 249ھ، 301 اور 346ھ عراق میں،
- 423ھ ہندوستان میں طاعون نے تباہی مچائی۔
- 439ھ میں موصل، جزیرہ اور بغداد میں طاعون پھیلا، 452ھ میں حجاز اور یمن میں۔
- 455ھ مصر میں پھر آذربائیجان، پھر الاھواز، پھر واسط، پھر بصرہ میں پھیلا یہاں تک کہ ان کو گڑھے کھودنے پڑے اور 20،20 لوگوں کو ایک ایک گڑھے میں ڈالا گیا۔ اور جو سمرقند اور بلخ میں پھیلا اس سے

روزانہ 6 ہزار سے زائد اموات ہوتیں۔لوگ سارا دن کفن دفن اور غسل کے کاموں میں مصرف رہتے۔اس کے بعد بخارہ، بلخ اور رباط میں پھیلا۔ اس میں زیادہ اموات عورتوں، مردوں اور جوانوں کی تھیں۔

- 455ھ میں مصر میں طاعون کی وباسے روزانہ ہزاروں افراد لقمہ اجل ہوتے۔469ھ میں دمشق میں 50ہزار لوگ وفات پاگئے۔478ھ میں عراق میں وباء پھیلی۔اس وقت پوری دنیا تقریباًاس کی لپیٹ میں تھی۔
- 575ھ بغداد مین طاعون نے تباہی مچادی۔633ھ میں مصر کو طاعون سے بہت جانی نقصان ہوا۔749ھ میں طاعون عام ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا"[12]

سیدنا عمر فارق کے دور میں سن 18ھ میں قحط اور طاعون سے آنے والی آزمائشیں اسلامی تاریخ کا وہ ہلاکت خیز باب ہیں جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔اس وبائی مرض نے اسلامی تاریخ پر بہت سے اثرات چھوڑے۔ امت مسلمہ کو نہایت ہی قابل ہستیوں اہم صحابہ کرام سمیت امینِ امت سیدنا ابو عبیدہ ابن الجراح سے بھی محروم ہونا پڑا۔

اس طرح تاریخ اسلامی کے بعد کے ادوار میں بھی طاعون مختلف اوقات میں نمودار ہوتا رہا۔ اور اس سے امتِ مسلمہ آزمائش کا شکار رہی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کا علاج اور تدارک بھی جاری رہا۔

یورپ میں 1347ء تا 1351ء طاعون کی وبا پھیلی کہ جس نے ساڑھے سات کروڑ افراد کی جان لے لی، پندرہوویں صدی کے آخر میں امریکہ میں چیچک کی وبا پھیلی جس نے لاکھوں افراد کو متاثر کیا۔ڈینیل ڈیفو نامی برطانوی مصنف نے1722ء میں ایک کتاب"A Journal of the Plague Year " لکھی جس میں لندن اور ہالینڈ میں پھیلنے والی طاعون کی وبا کے حوالے سے تفصیلاً گفتگو کی گئی ہے اور اتفاقی امر یہ ہے کہ 1665ء میں جو حالات تھے وہ کووڈ19 کے حالات سے حد درجہ مماثلت رکھتے ہیں۔

> "It was about the beginning of September, 1664, that I, among the rest of my neighbours, heard in ordinary discourse that the plague was returned again in Holland"[13]
>
> "یہ ستمبر 1664ء کے آغاز کا واقعہ ہے جب میں نے عام گفتگو میں پڑوسی ممالک کے بارے میں سنا کہ ہالینڈ میں طاعون کی وبا پھر سے آگئی ہے"

مصنف کے مطابق لندن میں طاعون کی وبا پھیلنے کے باوجود وہاں کی عوام احتیاط کے حوالے سے لاپرواہی کا مظاہرہ کررہی تھی،اس غیر سنجیدہ رویہ کا ادراک کرتے ہوئے حکومتِ وقت نے یکم جولائی1665ء کو طاعون کی

احتیاط کے حوالے سے سرکاری سطح پر احکامات جاری کیے۔

"Orders conceived and published by the lord mayor and aldermen of the city of london concerning the infection of the plague"[14]

"لندن شہر کے لارڈ میئر اور عمائدین کے ذریعہ طاعون کے انفیکشن کے بارے میں احکامات مرتب اور شائع کیے گئے"

اور یہ کم و بیش وہی احتیاطی تدابیر تھیں جو کووڈ 19 میں دی گئی ہیں، اگست کے اختتام تک یہ وبا پورے شہر میں پھیل گئی تھی۔ البرٹ کامو نامی مصنف اپنی کتاب میں ایک اور طاعون کی وبا کا تذکرہ کرتا ہے جو 19ویں صدی کے آغاز میں سامنے آئی جس کے سبب الجیریا کا ایک شہر "اوروں" مکمل طور پر اجڑ گیا تھا، البرٹ کے مطابق

"Rats died in the street; men in their homes. And newspapers are concerned only with the street. Meanwhile, government and municipal officials were putting their heads together. So long as each individual doctor had come across only two or three cases, no one had thought of taking action. But it was merely a matter of adding up the figures and, once this had been done, the total was startling. In a very few days the number of cases had risen by leaps and bounds, and it became evident to all observers of this strange malady that a real epidemic had set in"[15].

"چوہے گلی میں ہی مر گئے؛ انسان گھروں میں، اور اخبارات کا تعلق صرف محض گلی سے تھا، اس دوران حکومت اور بلدیاتی عہدیدار سر جوڑ کر بیٹھ رہے تھے۔ اس وقت تک ہر ڈاکٹر کے پاس صرف دو یا تین ہی مریض آتے تھے اس لیے کسی نے اس وبا کے حوالے سے کارروائی کرنے کا نہیں سوچا، لیکن صرف ایک بار اعداد و شمار سامنے آنے کی دیر تھی کہ اگلا دن چونکا دینے والا تھا۔ چند ہی دنوں میں مریضوں کی تعداد تیزی سے بڑھ گئی، اور یہ اس عجیب و غریب بیماری کے سبھی مبصرین پر یہ بات واضح ہو گئی کہ واقعی ایک وبا پھیلی ہے"

غور طلب پہلو یہ ہے کہ ماضی میں بھی یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ آغاز میں وبا کے حوالے سے سنجیدگی نہیں دکھائی جاتی لیکن رفتہ رفتہ جب حالات بے قابو ہو جاتے ہیں تو پھر عوام احتیاطی تدابیر کا رُخ کرتے ہیں، یہی رویہ کووڈ 19 کے بعد بھی سامنے آیا۔ 1915ء تا 1926ء گردن توڑ بخار کی وبا پھیلی جس کے نتیجے میں 15 لاکھ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ ہسپانوی فلو کے نام سے 1918ء تا 1920ء میں اسپین سے ایک وبا پھیلی جس نے دنیا کے ہر چوتھے شخص کو متاثر کیا اور دس کروڑ افراد اس سے ہلاک ہوئے، جبکہ 1957ء تا 1985ء چین میں بطخوں کے ذریعے سے ایک ایشیائی فلو پھیلا جس نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور بیس لاکھ افراد مارے گئے۔ رواں صدی

میں کووڈ 19 سے پہلے 2013ء تا 2016ء مغربی افریقہ میں پھیلنے والے ایبولا وائرس نے بھی وبائی صورت اختیار کرلی تھی جس سے 11300 افراد ہلاک ہوگئے تھے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں وبا کا تدرک

جس طرح اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت رہی ہے کہ وہ انسان کو کبھی نعمتیں دے کر آزماتا ہے اور کبھی لے کر اسی طرح یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ جتنی بھی چھوٹی بڑی آزمائشیں وقتاً فوقتاً انسان پر آتی ہیں وہ بھی اللہ ہی کی جانب سے انسان کے امتحان کے طور پر آتی ہیں، سورہ الانبیاء میں اس پالیسی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾[16] (ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم اچھے اور برے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں۔ آخر کار تمہیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے)۔

قرآن وحدیث کے مطالعے سے یہ فہم حاصل ہوتا ہے کہ وبائیں چاہے بڑی ہوں یا چھوٹی سب اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں اور ان کی مختلف حکمتیں ہیں جن پر تفکر کرنا ناگزیر ہے۔ وبا کے زمانے میں اس آزمائش سے نکلنے کے لیے اسلام نے بہت ساری تعلیمات دی ہیں جو کہ قرآن حدیث اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

1. رجوع الی اللہ

اسلامی تعلیمات کے مطابق حالتِ وبا میں سب سے پہلی ہدایت یہ ہے کہ فوراً رجوعِ الی اللہ کیا جائے۔ کیونکہ تمام مصائب انسانوں کے اعمال کا نتیجہ ہیں اور ان مصائب کو دور کرنے والی اللہ تعالی کی ذات ہے۔ لہذا اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ سورہ اعراف میں اللہ کی یہ حکمت یوں بیان کی گئی ہے کہ آزمائشوں کے ذریعے اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

﴿وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾[17] (اور ہم ان کو اچھے اور برے حالات سے آزمائش میں مبتلا کرتے رہے کہ شاید یہ پلٹ آئیں)۔

انسان وبا کے حالات میں اپنے گناہوں پر متوجہ ہو اور شرمساری کا اظہار کرے

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾[18] (تم پر جو مصیبت بھی آئی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے، اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے)۔

اس حوالے سے توبہ، استغفار کرنا، اور اپنے دینی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی معاملات کو درست کرنا اور اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ضروری ہے۔

2. تقدیر الٰہی پر ایمان

اسلامی تعلیمات کے مطابق حالتِ وبا میں دوسری ہدایت یہ ہے کہ تقدیر الٰہی پر نہ صرف ایمان ہو بلکہ اس حوالے سے مکمل یکسوئی بھی ضروری ہے۔

"حضرت ابو خزامہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ مرقیہ جن سے ہم دم کرتے ہیں اور یہ دوائیں جن سے ہم علاج کرتے ہیں اور یہ بچاؤ کی چیزیں جن سے ہم ضرب سے بچتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ بھی تقدیر الٰہی میں سے ہے"[19] حضرت عمر کے دورِ خلافت میں شام کے قریہ عمواس میں مہلک طاعون کی وبا پھیلی جس میں اکابر صحابہ کی بھی وفات ہوئی ان میں ابو عبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، یزید بن ابی سفیان، حرث بن ہشام اور سہیل بن ہشام شامل تھے، اسی وبا کے دوران کا واقعہ ہے۔ "حضرت عمر ملک شام کی طرف جارہے تھے کہ راستہ میں معلوم ہوا کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ عمر نے صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کے بعد وہاں جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ ابو عبیدہ کو پتا چلا تو انہوں نے اعتراض کیا کہ امیر المومنین! آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمر نے جواب دیا کہ ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں"[20] یعنی اگر طاعون کا پھیلنا اللہ کی تقدیر ہے تو اس سے بھاگنا اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے۔

3. صبر کرنا

تیسری بڑی اور اہم تعلیم جو کہ قرآن میں بھی مذکور ہے وہ صبر کی روش اختیار کرنا ہے

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾[21] (اور ضرور ہم تمھیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سناؤ ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا)۔

اس آیت میں لام تاکید اور نون ثقیلہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے، عربی گرامر کی رُو سے اس کا ترجمہ "ضرور بہ ضرور" ہوتا ہے یعنی آزمائش کے یہ مرحلے لازمی طور پر سامنے آئیں گے۔ یہ جامع آیت کووڈ 19 کے حالات میں روزِ روشن کی طرح عیاں ہوئی ہے کہ جس میں کرونا کا خوف، بے روزگاری بڑھنے کا اندیشہ، جان ومال کے

نقصان کا خطرہ، ٹڈی دل کے حملے کا خوف ساری مختلف النوع آزمائشیں ایک ہی وقت میں سامنے آئی ہیں۔

"حضرت عائشہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے ایک مرتبہ رسول ﷺ سے طاعون کی حقیقت دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا طاعون ایک عذاب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو مومنوں کے لئے رحمت قرار دیتا ہے اور جس جگہ طاعون ہو اور وہاں کوئی اللہ کا مومن بندہ ٹھہرا رہے (یعنی آبادی اور شہر کو چھوڑ کر نہ بھاگ جائے) اور صابر اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب رہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر صرف وہی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے تو اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے"[22] علامہ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "جو شخص کسی خاص وبا کی وجہ سے اپنے گھر میں بیٹھا رہا تو وہ شہید کے درجے میں ہے اگر وہ فوت نہ بھی ہو"[23]

یہ حدیث بھی وبا کے زمانے میں صبر کی تاکید کرتی ہے جس کے نتیجے میں شہادت کا رتبہ حاصل ہو گا۔

4. ہمت اور ڈھارس بندھانا

وبائی صورتحال میں مریض کی عیادت کے آداب بھی اسلام نے سکھائے ہیں۔

"ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "جب تم مریض کے پاس جاؤ تو موت کے سلسلے میں اس کا غم دور کرو یہ تقدیر تو نہیں بدلتا ہے لیکن مریض کا دل خوش کر دیتا ہے"۔[24]

کسی بھی مرض سے چھٹکارا پانے کے لیے مریض کی اپنی ہمت اور تندرستی کے لیے کوششیں بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں اسی لیے مریض کی حوصلہ افزائی (Motivation) بہت ضروری ہے۔

"حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک اعرابی کے پاس اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے تو (انشاء اللہ) گناہوں سے پاک ہو گا۔"[25]

غور کیا جائے تو مریض کی حوصلہ افزائی کا یہ طریقہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔

5. توکل اور بھروسہ

وبا کے زمانے میں ایک اہم تعلیم اللہ پر توکل اور بھروسہ کرنے کی بھی ہے کہ اگر انسان میں یہ صفات پیدا ہو جائے تو وہ وبا کی آزمائش سے بحسن وخوبی گزر سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے طاعون جیسے وبائی مرض کو امت مسلمہ کے لیے رحمت قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"انه كان عذابا يبعثه الله على من يشاء، فجعله الله رحمة للمؤمنين"[26] (نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا اس پر اس کو بھیجتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنین (امت محمدیہ کے لیے) رحمت بنا دیا)۔

ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ خوشی و غم دونوں میں ہمارے لئے خیر کے پہلو ہیں بشرطیکہ خوشی میں شکر اور غمی میں صبر کریں۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں: "عَجَبًا لأَمْرِ المؤْمِنِ، إنَّ أمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وليسَ ذاكَ لأَحَدٍ إلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إنْ أصابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكانَ خَيْرًا له، وإنْ أصابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكانَ خَيْرًا له"[27]

(مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کے لئے ہر معاملہ میں بھلائی ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو میسر نہیں۔ اسے خوشی اور خوشحالی ملے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے تو (اللہ کے لیے) صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے)۔ اللہ کی جانب سے نیکوکاروں کے لئے ایک بڑی خوشی یہ بھی ہے کہ بیماری کی وجہ سے اُس نیکی کے نہ کرسکنے پر بھی اجر لکھا جاتا ہے جو تندرستی میں کیا کرتا تھا۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: "إذا مرضَ العبدُ ، أو سافرَكُتِبَ له مثلُ ما كان يعملُ مُقيمًا صحيحًا"[28] (جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں اقامت یا صحت کے وقت یہ کیا کرتا تھا)۔

یہی وہ فلسفہ ہے تاریخ اسلام کا جو انسان کو مصیبت میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے۔ حضرت عمر نے طاعون کی وباء سے حب امین الامت حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو خطرے میں دیکھا تو محبت میں آکر خط لکھ ڈالا کہ خط ملتے ہی مدینے دوڑے آئیں مگر حضرت عبیدہ نے توکل الی اللہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوبصورت جواب دیا: "میں مسلمانوں کے فوجی لشکر میں ہوں۔ ان کو چھوڑ کر جانے کو میری طبیعت تیار نہیں۔ میں ان کی جدائی کا ارداہ نہیں رکھتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں اپنا حکم و فیصلہ نافذ کردے۔ لہذا اے امیر المومنین مجھے اپنے عزم وارادے سے آزاد کردیجیے اور مجھے اپنی فوج میں چھوڑ دیجیے"۔[29]

بطور مسلمان ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر اچھی اور بری تقدیر اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اللہ جس طرح چاہے اور جن حالات میں چاہے انسان کو رکھتا ہے۔ اور انسان کو اس تقدیر پر راضی رہنا چاہیے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل اور شعور سے نوازا ہے وہاں کوشش اور جستجو سے اپنے

حالات کو بہتر کرنے کی کوشش کرے اور حالات کے مطابق بہتر سے بہتر تدبیر کرنے کوشش کرے۔

6. وبائی علاقوں میں نہ آنا نہ جانا

اسلامی تعلیمات میں وبائی علاقوں کا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ وبائی علاقوں سے دور رہنے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے خصوصی تاکید فرمائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:"فإذا سمعتم به بارض فلا تقدموا عليه، وإذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه"[30].(اگر تم سنو کہ کسی ملک میں طاعون کی وباء پھوٹ پڑی ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب تمہاری ہی بستی میں طاعون نمودار ہو تو مت نکلو بھاگ کر اس کے ڈر سے)

آج کی جدید طب بھی اس بات کو تسلیم کر چکی ہے وباء والے علاقے کو سیل کر دینے سے ہی وباء کو مزید علاقوں میں پھیلنے سے روکا جا سکتا ہے۔ نامور مصنف محمد حسین ہیکل اپنی شہرہ آفاق کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

> "جس شہر میں وباء پھیل جائے اسے دوسرے شہروں سے کاٹ دینا چاہیے۔ یہی نہیں بلکہ ان صحتمندوں کو بھی دوسرے شہر کے لوگوں سے دور رکھنا چاہیے بہت ممکن ہے کہ بظاہر تندرست ہونے کے باوجود وباء کے جراثیم ان کے جسموں میں چھپے ہوں اور ان کی چھوت دوسرے شہر میں بھی پھیل جائے۔ اس قسم کے احتمال کے لیے احتیاط واجب ہے"[31]

حضرت عمر نے وبائی علاقوں کا سفر کرنے سے منع فرمایا اور اجتہاد کرتے ہوئے فرمایا:

> " ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف۔ کیا اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز و شاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اور تم اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب کنارے میں چراؤ تو اللہ کی تقدیر سے چرایا اور جو خشک اور خراب کنارے میں چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے چرایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ جیسے اس چرواہے پر کوئی الزام نہیں بلکہ اس کا فعل قابل تعریف ہے کہ جانوروں کو آرام دیا ایسا ہی میں بھی اپنی رعیت کا چرانے والا ہوں تو جو ملک اچھا معلوم ہوتا ہے ادھر لے جاتا ہوں اور یہ کام تقدیر کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین تقدیر الٰہی ہے"۔[۳۲]

اس حدیث میں مذکور حفاظتی اقدامات کی وجہ سے حضرت عمر نے شام کے علاقے سے واپسی کا فیصلہ کیا۔ جو کہ ان کا اجتہادی فیصلہ تھا۔ جسے بعد میں اور آج کے دور میں بطورِ لازمی حفاظتی اقدام کے اختیار کیا جاتا ہے۔

7. فاصلہ رکھنا

ایسا موذی مرض جو ایک سے دوسرے میں منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اس مریض سے فاصلہ رکھنا ہی دانشمندی کی علامت ہے

"حضرت عمرو بن شرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ثقیف کے وفد میں ایک جذامی آدمی تھا تو نبی ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم نے تیری بیعت کرلی ہے تم واپس لوٹ جاؤ"[33]۔یعنی نبی ﷺ نے احتیاط کے پیش نظر اس شخص سے بغیر مصافحہ کیے بیعت قبول فرمالی۔

"سیدنا عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جذام زدہ مریضوں پر زیادہ دیر تک نظر نہ ڈالا کرو"[34]

ایک دوسری حدیث میں "حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا! جذامی شخص سے ایسے بھاگتے رہو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو"[35]

"ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب کا گزر ایک جذام کی مریضہ کے پاس سے ہوا جو کہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی تو آپ نے فرمایا اے اللہ کی بندی! تو گھر میں بیٹھ اور لوگوں کو ایذا نہ دے۔ جب عمر وفات پا گئے تو وہ مکہ مکرمہ میں آئی۔ کسی نے اس سے کہا جس نے تجھے نکلنے سے منع کیا وہ فوت ہو گیا۔ (اس لئے تو طواف کرلے) وہ کہنے لگی اللہ کی قسم جس کی میں نے زندگی میں اطاعت کی ہے۔ موت کے بعد اس کی نافرمانی کیوں کروں"[36]

جب شام اور بصرہ میں وبا نے شدت اختیار کی تو حضرت عمر فاروق کو اہل شام کی فکر لاحق ہوئی تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ لینے کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں انھیں ایسی جگہ کی طرف منتقل ہونے کا حکم دیا جہاں وباء سے لڑنے کی مدافعت زیادہ ہو۔ آپ نے کہا کہ لوگوں کو پست اور گہری زمین نکال کر بلند اور ستھری زمیں پر لے جاو۔"[37]

اسی طرح حافظ ابن کثیرؒ نے البدائیہ والنھایہ میں حضرت ابو موسی کے طرزِ عمل کو یوں نقل کیا ہے کہ:

"ہم حضرت ابو موسی کے پاس ان سے گفتگو کرنے کے لیے آئے اور وہ کوفہ میں اپنے گھر میں تھے اور جب ہم بیٹھ گئے تو انھوں نے کہا اس جگہ زیادہ دیر پڑاؤ مت کرو۔ اس گھر میں ایک شخص اس بیماری سے مر گیا ہے اور تم پر اس بستی سے دور چلے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ پس تم اپنے شہروں کی وسعت اور صحت افزاء جگہ میں چلے جاؤ حتی کہ یہ مصیبت دور ہو جائے اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ جس چیز کو ناپسند کیا جاتا ہے اس سے بچا جاتا ہے اور باہر نکل جانے والے کے متعلق یہ ایک خیال بھی ہوتا ہے کہ اگر وہ ٹھہرتا تو مر جاتا اور قیام کرنے والے کے

متعلق ایک خیال ہوتا ہے کہ اس کو ٹھہرنے کی وجہ سے بیماری لگ گئی، اگر وہ باہر چلا جاتا تو اسے بیماری نہ لگتی اور جب مسلمان آدمی یہ خیال نہ کرے تو باہر چلے جانے اور اس سے دور ہو جانے پر اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا، میں طاعون عمواس کے سال حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے ساتھ شام میں تھا۔ پس جب بیماری زور پکڑ گئی تو حضرت عمر کو اطلاع پہنچی تو آپ نے ابو عبیدہ کو نشیبی زمین سے پر فضاء زمین کی طرف منتقلی کا حکم دیا۔[38]

ان روایات اور آثار سے بھی یہ پیغام ملتا ہے کہ وبائی حالات میں متعدی مریض سے فاصلے پر رہنا چاہیے

8. مایوسی سے بچنا اور بچانا

وبائی امراض جس تیزی سے پھیلتا ہے اس سے زیادہ سرعت سے اس کے مریضوں میں مایوسی جنم لے رہی ہوتی ہے، ایسی صورتحال میں مایوسی سے بچنا اور بچانا ایک ناگزیر عمل کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾[39] (اے میرے وہ بندو جو اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے ہو خدا کی رحمت سے ہر گز مایوس نہ ہونا یقیناً خدا تمہارے سارے کے سارے گناہ معاف فرمادے گا، وہ بہت ہی معاف کرنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری بجالاؤ اس سے پہلے کہ تم پر کوئی عذاب آپڑے اور پھر تم کہیں سے مدد نہ پا سکو)۔

"حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ایک جذامی مرد کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ پیالہ میں داخل کر کے ارشاد فرمایا کھاؤ اللہ پر بھروسہ ہے اور اسی پر اعتماد ہے"[40]

جذام کا مرض چونکہ متعدی ہے اور ایسے مریض کو مایوسی کے دلدل سے باہر نکالنا اور حوصلہ افزائی کی بدرجہ اولیٰ ضرورت ہوتی ہے اس لیے نبی مہرباں ﷺ نے امت کی رہنمائی کے لیے یہ عمل کر کے دکھایا۔

9. علاج کروانا

علاج کرانا حکم الٰہی بھی ہے اور سنت نبوی ﷺ بھی جس کے بارے میں خود نبی ﷺ نے وضاحتاً فرمایا ہے

"حضرت اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ دیہاتیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم دوا نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بندو، دوا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا کہ اس کا علاج نہ ہو یا فرمایا دوا نہ ہو۔ ہاں ایک مرض لاعلاج ہے۔ عرض کیا وہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا بڑھاپا"[41]

"حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کی شفا بھی

پیدا کی"[42]

انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں کے علاج کے حوالے سے بھی رحمت للعالمین ﷺ نے باقاعدہ نصیحت کی ہے "حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ نبی مہرباں ﷺ نے فرمایا" مریض اونٹوں والا اپنے اونٹ تندرست اونٹوں والے کے اونٹ میں نہ چھوڑے"[43]

"حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں کو پسند کرتے ہو اور ان کو پالتے ہو تم ان کی ہر طرح نگہداشت کرو ان کی بیماری کا خیال رکھو۔ اس لئے کہ میں نے رسالت مآب ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی کہ ان کو لے کر پہاڑ کے دروں میں پانی برسنے کی جگہوں میں چلا جائے گا اور فتنوں سے بھاگ کر اپنے دین کو بچالے گا"[44]

10. عبادات گھر میں کرنا

اسلام دینِ فطرت ہے جو کہ مشکل حالات میں آسانی اور نرمی کی ہدایت دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے مخصوص حالات میں اپنی امت کو آسانی فراہم کی ہے کہ اپنے گھروں پر عبادات کا اہتمام کیا جائے

ابن عمر نے ایک سرد اور ہوادار شب میں نماز کی اذان دی جس میں یہ بھی کہہ دیا کہ لوگو! اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو اس کے بعد کہا کہ رسول ﷺ مؤذن کو حکم دیتے تھے جب رات سرد اور مینہ کی ہو تو کہہ دے الا صلوافی الرحال کہ لوگو! اپنے اپنے گھر میں نماز پڑھ لو"[45]

"عبداللہ بن حارث کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے کیچڑ ہو گئی تھی حضرت ابن عباس نے اس دن خطبہ فرمایا اور مؤذن سے کہہ دیا تھا کہ اذان کے بعد یہ کہہ دے کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو یہ سن کر لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے گویا کہ انہوں نے اس کو برا سمجھا تو ابن عباس نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اس کو برا سمجھا بیشک اس کو اس نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی ﷺ نے۔ یہ یقینی امر ہے کہ اذان سے مسجد میں آنا واجب ہو جاتا ہے اور میں نے یہ اچھا نہ سمجھا کہ تمہیں تکلیف میں ڈالوں"[46]

خوف اور بیماری کی حالت میں نبی ﷺ نے مسجد کی نماز سے رخصت دی ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ"[47] (جس شخص نے اذان سنی لیکن مسجد میں نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں ہو گی، الا یہ کہ کوئی عذر ہو)۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان کی آواز سنے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے اسے کوئی عذر مانع نہ ہو (لوگوں نے عرض کیا: عذر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: خوف یا بیماری تو اس کی نماز جو اس نے پڑھی قبول نہ ہو گی"[48]

اس حدیث میں علت خوف اور بیماری بیان کی گئی ہے۔ ہم کرونا کے مخصوص حالات کو بیماری اور خوف پر محمول کر سکتے ہیں۔

بارش کے موقع پر اذان میں مُؤَذِّن "حَيِّ عَلَى الصَّلَاة، حَيِّ عَلَى الْفَلَاح" نہ کہے بلکہ یہ کہے *"اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ."[49] (نماز اپنے گھروں، اپنے ٹھکانوں میں پڑھ لو)۔

11. صدقہ کرنا اور دعا کرنا

صدقہ اور دعا یہ دونوں مشکل وقت اور آزمائش سے نکلنے کا آسان فارمولا ہیں جو نبی ﷺ نے امت کو بتایا ہے ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾[50] (تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ اس سے بے خبر نہ ہو گا)۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: "دَاوُوا مَرضاكُمْ بِالصَّدقةِ"[51] (صدقہ کے ذریعہ اپنے مریضوں کا علاج کرو)۔

"حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس کے دعا کے دروازے کھولے گئے اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے عافیت مانگنا ہر چیز مانگنے سے زیادہ محبوب ہے اور فرمایا دعا اس مصیبت کے لئے بھی فائدہ مند ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس کے لیے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئی، لہذا اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑو"[52]

"انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا! صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا اور بری موت کو دور کرتا ہے"[53]

مندرجہ بالا احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وبا جیسی آزمائش میں صدقہ اور دعا اس وبا سے نکلنے کی سبیل بن جاتے ہیں

12. اپنے آپ گھر اور ارد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا

اسلامی تعلیمات میں جتنا صاف ستھرا رہنے کی تلقین کی گئی ہے اس کی مثال اور کہیں موجود نہیں ہے، سورہ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾[54] (اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے، جو بدی

سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں)۔

حضرت سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ "اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں، وہ صاف ہیں اور صفائی کو پسند کرتے ہیں، وہ کریم ہیں اور کرم کو پسند کرتے ہیں۔ وہ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند کرتے ہیں لہذا تم لوگ پاک صاف رہا کرو"[55]

اسلام کی تعلیمات میں محض اپنی صفائی ہی نہیں بلکہ اپنے اطراف کی صفائی بھی مطلوب ہے اور اس کے حوالے سے بار بار تلقین کی گئی ہے

13. پاکیزہ اور صحت مند غذا کھانا

متوازن خوراک اور معتدل و پاکیزہ غذا سے انسان کی صحت برقرار رہتی ہے، وہ مناسب طور پر نشوونما پاتا ہے اور محنت کی قابلیت بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس بارے میں قرآن نے صرف تین جملوں میں طب قدیم اور طب جدید کو سمیٹ لیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾[56] (کھاؤ، پیو اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو)۔

یہ تینوں وہ مسلمہ اصول ہیں جن میں کسی کا بھی اختلاف نہیں؛ کھانا پینا زندگی کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے بغیر انسان زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا، اور نہ اپنے فرائض منصبی سے بہ طریقِ احسن عہدہ برآ ہو سکتا ہے، البتہ اس میں حلال و پاکیزہ کھانے اور کھانے میں اعتدال سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ حرام و خبیث کھانے سے جسمِ انسانی بیمار پڑ جاتا ہے، جبکہ ضرورت سے زیادہ کھانے سے معدہ پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ پڑتا ہے اور معدہ کی خرابی تمام امراض کی جڑ ہے،

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "معدہ بدن کے لیے تالاب ہے اور رگیں اسی کی طرف جسم کے مختلف حصوں سے وارد ہیں، جب معدہ صحیح حالت میں ہو تو رگیں بھی جسم کے تمام حصوں کو صحیح خون مہیا کرتی ہیں اور جب معدہ بیمار پڑ جائے تو اس سے رگوں کے ذریعے تمام جسم بیمار پڑ جاتا ہے"۔[57]

ماہرینِ طب بھی معدہ کے حوالے سے خصوصی ہدایات دیتے ہیں کہ معدہ کی درستگی سارے جسم کی صحتمندی کی علامت سمجھی جاتی ہے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: برتن ڈھانک دو، مشکیزے کا منہ باندھ دو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے۔ پھر جس بھی ان ڈھکے برتن اور منہ کھلے مشکیزے کے پاس سے گزرتی ہے۔ تو اس وبا میں سے (کچھ حصہ) اس میں اُتر جاتا ہے"[58]

اس کے علاوہ بھی برتنوں کو ڈھانپنے کی تاکید آئی ہے اور یہ حفظانِ صحت کے عین اصولوں کے مطابق ہے۔

کروناوائرس

عالمی ادارہ صحت (WHO) کے مطابق کروناوائرس 1960ء میں پہلی مرتبہ متعارف ہوا، اس کی اب تک تیرہ اقسام دریافت ہو چکی ہیں۔ "کروناوائرس ایک نیا وائرس ہے جسے سارس کروناوائرس-2 کا نام دیا گیا ہے اور اس سے بننے والی بیماری کو COVID-19 کا نام دیا گیا ہے جس کا چین میں 2019ء کے آخر میں پتہ چلا"[59]

وجہ تسمیہ

کروناوائرس کی ساخت کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہے، "جب اسے خوردبین کے ذریعے دیکھا گیا تو نیم گول وائرس کے کناروں پر ایسے اُبھار نظر آئے جو عموماً تاج (کراؤن) جیسی شکل بناتے ہیں" چونکہ لاطینی زبان میں تاج کو کرونا کہا جاتا ہے اسی بناء پر اسے کروناوائرس کا نام دیا گیا"[60]

کروناوائرس کے جسم پر اثرات

کروناوائرس سانس کے ذریعے سے انسان کے اندر منتقل ہوتا ہے اور سب سے پہلے یہ انسان کے اُن خلیوں کو متاثر کرتا ہے جو پھیپڑے، سانس کی نالی اور گلے میں موجود ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کرونا کے مریض کو سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے، تادمِ تحریر اس کی کوئی ویکسین تیار نہیں ہو سکی ہے لیکن تجربات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ ایک متعدی مرض ہے جو کہ ایک سے دوسرے میں تیزی سے منتقل ہو جاتا ہے

کرونا کی احتیاط اور اسلامی تعلیمات

کرونا کی وبا کے آغاز سے ہی اطبا حضرات اور عالمی ادارہ صحت (World Health Organization) کی جانب سے جو احتیاطی تدابیر بیان کی گئی ہیں وہ عین سنت کے مطابق ہیں، اسلیے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ان احتیاط پر عمل دراصل سنت زندہ کرنے کے مترادف ہے

کرونا سے ڈرنا نہیں ہے

یہ بھی ایک مسلمّہ اصول ہے کہ مریض کو بیماری سے ڈرانے کے بجائے اسکی حوصلہ افزائی کریں گے تو وہ اس بیماری سے نکل سکے گا اور یہ حکمتِ عملی نبی ﷺ نے اپنائی ہے

"حضرت انیسہ اپنے والد (حضرت زید ابن ارقم) سے نقل کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ زید ابن ارقم کی عیادت کو تشریف لے گئے جو بیمار ہو گئے تھے آپ ﷺ نے (ان کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا: اس مرض کا تمہیں کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے (کیونکہ تم بالکل اچھے ہو جاؤ گے)"[61]

سماجی فاصلہ

کرونا کی اس وبا کے دوران سب سے زیادہ گونج جس لفظ کی سنائی دی ہے وہ ہے سماجی فاصلہ (Social distancing) اسی لیے دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف نوعیت کے لاک ڈاون کیے گئے ہیں لیکن اہم بات یہ ہے کہ اس اصول کو بھی سرکار دوعالم ﷺ نے ہی مخصوص حالات کے لیے وضع کیا تھا

"سیدنا علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جذام زدہ مریضوں پر زیادہ دیر تک نظر نہ ڈالو اور جب تم ان سے کلام کرو تو تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیزے کے برابر فاصلہ ہونا چاہئے"[62]

ایک نیزے کا فاصلہ تقریباً ساڑھے چھے فٹ بنتا ہے اور چھے فٹ کے فاصلے کی ہی ہدایات کرونا کے مریض کے حوالے سے دی گئی ہے

ہاتھوں کو بار بار دھونا

کرونا کی وبا سے محفوظ رہنے کے لیے ایک مستقل ہدایات جو بار بار دی گئی ہے وہ ہاتھوں کو دھونے کی ہے۔

"حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کسی کے دروازے پر کوئی نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو، تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ (نہانا) اس کے میل کو باقی رکھے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اس کے جسم پر بالکل میل نہ رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے"[63]

"عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ جس وقت جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرماتے اور اگر کھانے پینے کا ارادہ فرماتے تو دونوں ہاتھ دھوتے پھر کھانا تناول فرماتے"[64]

ان دو احادیث پر عمل کر لیا جائے تو ہاتھ دھونے کی یہ ہدایات پر از خود عمل ہو جائے گا اسی طرح غسل اور مسواک کے ذریعے صفائی کی جو ہدایات نبی ﷺ نے دی ہیں وہ بھی بذات خود اس طرح کی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہیں

چھینک اور کھانسی کے وقت احتیاط

کرونا کے بارے میں اطباء کا کہنا ہے کہ یہ منہ، ناک اور کان سے نکلنے والے جراثیم کے ذریعے سے دوسرے شخص کو متاثر کرتا ہے اس لیے چھینک اور کھانسنے کے وقت احتیاط برتی جائے لیکن حیران کن طور پر نبی مہرباں ﷺ نے 1500 سال پہلے چھینکنے کا ادب' رہتی دنیا کے انسانوں کو سکھا دیا تھا

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ "رسول ﷺ جب چھینک لیتے تو اپنا دست مبارک یا اپنا کپڑا اپنے منہ پر رکھ

لیتے اور اپنی آواز پست اور نیچی رکھتے"[65]

نتائج وسفارشات

1. اسلامی تعلیمات کی رو سے اپنی اور دوسروں کی جان کو بچانا مقاصدِ شریعہ میں سے سب سے اہم مقصد ہے۔
2. وبائی امراض کی تاریخ اتنی پرانی ہے جتنی کہ انسانیت خود۔ انسان شروع سے ان مسائل کا سامنا کرتا آیا ہے۔
3. اسلامی تاریخ میں بھی وبائی امراض سے واسطہ رہا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں طاعون اور بعد کی وبائیں اس کی مثال ہیں۔
4. وبائی امراض میں مسائل کے ساتھ ساتھ کئی حکمتیں بھی پنہاں ہوتی ہیں جن کا وقت کے ساتھ ساتھ پتہ چلتا ہے۔
5. زیادہ تر وائرس جانوروں میں پائے جاتے ہیں؛ لیکن ان کے متعلق معلومات تب حاصل ہوتی ہیں جب یہ انسانوں میں منتقل ہوں۔ کرونا وائرس کے بارے میں بھی گمان یہی ہے کہ یہ جانوروں میں پائے جانے والا ایک وائرس ہے جو انسانوں میں منتقل ہوا ہے۔
6. اسلامی عقیدے کے مطابق کوئی بیماری متعدی نہیں مگر وہ ایک دوسرے کو لگ بھی سکتی ہے۔ لہذا احتیاط کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔
7. اسلامی تعلیمات میں جہاں روحانی اور باطنی بیماریوں کا حل تجویز کیا وہیں جسمانی اور ظاہری امراض کے لیے بھی اس قدر آسان اور نفع بخش ہدایات دیں ہیں کہ دنیا چاہے جتنی بھی ترقی کر لے؛ مگر ان سے سر مو انحراف نہیں کر سکتی۔
8. اسلام اور مسلم اطباء صحتِ عامہ کے بارے میں غیر معمولی حد تک سنجیدہ اور حساس رہے ہیں۔ ہمارا دین جدید دور کے علاج معالجے کی سہولتوں کے استعمال کا مخالف نہیں ہے؛ بلکہ ان سے استفادہ کا حکم دیتا ہے، فرمان نبوی ہے: علم و حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے، اس کو جہاں ملے اس سے استفادہ کی کوشش کرے۔
9. وبائی امراض میں روحانی اور جسمانی دونوں طریقہ علاج سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کیونکہ ایمان اور علاج دونوں قوتِ مدافعت بڑھاتے ہیں

10. اللہ پر توکل اور بھروسہ کرنا اپنی جگہ پر درست مگر اسلامی تعلیمات کے مطابق احتیاط کرنا اور ایسے علاقوں میں جانے سے رک جانا جہاں وبا کا خطرہ ہے اسلامی اور عصری دونوں تعلیمات کا حصہ ہیں۔
11. ایک دوسرے سے فاصلہ رکھنا یہ رسول ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ہے جس میں آپ نے جذامی سے دور رہنے کا حکم دیا۔
12. مصیبت میں مایوسی نہ پھیلانا بلکہ ہمت اور حوصلہ کرنا اسلام اور ماہرین نفسیات دونوں کا اہم ترین اصول ہے۔
13. بیماری کا علاج کروانا اور بیماری میں عبادات گھر میں کرنا مستحب عمل ہے۔ سیدنا عمر نے جزامی کو بیت اللہ کے طواف سے روک دیا تھا۔
14. حفظانِ صحت میں خوراک، ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، متوازن، معتدل اور پاکیزہ غذا سے انسان کی صحت برقرار رہتی ہے، وہ مناسب طور پر نشوونما پاتا ہے اور محنت کی قابلیت بھی پیدا ہوتی ہے
15. امراض کے پھیلنے میں گھر اور ماحول کی گندگی اور خرابی کا بھی بڑا دخل ہے۔ اسلام نے انسانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی پوری زندگی پاک وصاف ہونی چاہیے۔

References

[1]Jurjanī,Alī Bin Muhammad Bin Alī,740AD,Al Tarīfāt,Dārul Dayān Lilturas,Pg:268
[2] Al-Sāfāt:37
[3]Afriqi,Ibn Manzur Abu Al Fazal Muhammad bin Mukaram,Lisan al arab,Dal Sadir,Bairut,Pg:230
[4]Al-Baqara:10
[5]Tafsīr ibn jarīr Tabari,Vol1,Pg:280,Al Maida:52,Al infial:49,Al Haj:53,Al Noor:50,Muhammad:20
[6]Al- Baqara:184
[7]Dehlvī,Syed Aḥmad,Farhang-e- A´ṣīfia,Vol 4,Al Faiṣal,Nashirān-e- Kutub Lahore,1902,Pg:645
[8]Riẓwī,Farḥat Fatima,Urdu lughat,Urdu lughat Board Karachi,1977,Vol 22,Pg:236
[9]Aljawzī,Shams uddin Abī Abdullah Ibn al Qaim,Tib e Nabawī,Mutarajim,Aziz ur Rahman AL-Azamī,Darul Ishā´t Karachi,2002,Pg:64
[10]Rafiq,Dr.Muhammad Ghos,Practice of Medicine ,Maktaba Dāniāl Lahore 2013,Pg:590
[11]Khaldoon,Allāma Abdul Raḥmān,Tārīkh Ibn-e-Khaldoon,Vol3,Mutarajim Ḥakīm

Aḥmad Ḥussain,Dārul Ishā´t,Urdu Bazar Karachi Pakistan,Jan 2003
[12]Asqalānī,Ibn-e-Ḥajar,Bazlul Mao´n fi fazl al tao´n,Dārul al asima,Riāz Pg:361-370
[13] Daniel Defoe, A Journal of the Plague Year, E.Nutt London, 1722, P 183
[14] A Journal of the Plague Year, P 198
[15] Albert Camus ,The Plague: Stuart Gilbert, Hamish Hamilton, London, 1948 P 18
[16]Al-Anbiā: 35
[17]Al-Arāf:168
[18]Al-Shurā:30
[19]Tirmizī,Muhammad bin Esā,Jāme tirmizī,Vol2,Kitāb Taqdīr ka Bayān,Hadith:21,Nomānī Kutub Khana Lahore 2000,Pg:187
[20]Baghdādī,Muhammad Ibn-e-Saa´d,Tabqāt-e-Ibn Saa´d,Vol2,Mutarajim Molānā Abdullah al Amādī,Dārul Ishā´t Urdu Bāzār Karachi Pakistan 2000,Pg:85
[21]Al-Baqara 155-156
[22]Bukhari,Muhammad bin Ismail,Sahih Bukhari,Vol2,Kitab Anbia ka Bayan,Hadith:732,Markazi Jamiat Ahl-e-Hadith,Hind 2004,Pg:241
[23] Asqalani,Ibn-e-Hajar,Ahmad bin Muhammad bin Muhammad bin Ali,
[24]Jame tirmizī,Vol 2,Kitāb Tib kā bayān,Hadith:2186,Pg:212
[25]Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol3,Kitāb toḥīd kā bayān,Ḥadith:2363,Pg:175
[26]Saḥiḥ Al-Bukharī,Kitāb al-tib,bāb ajr al ṣābir fi al tā´on,Ḥadith:5734
[27]Saḥiḥ Al-Muslim,Vol3,Kitāb zuhd wa taqwā kā bayān,Ḥadith:2999,Pg:182
[28]Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol2,Kitāb Jihad or Sirat Rasul,Ḥadith:263,Pg:82
[29] Muḥammad Ḥussain hikal,syedinā Umer Fārooq A´zam,Islāmī kutub Khāna Lahore,Pg:400
[30]Saḥiḥ Al-Muslim,Kitāb al salām,bāb al tā´on wa al tiyara wa al kahāna wa nahwihā,Ḥadith:2999
[31] Muḥammad Ḥussain hikal,syedinā Umer Fārooq,Pg:423
[32]Saḥiḥ Al-Muslim,Kitāb al salām,bāb al tā´on wa al tiyara wa al kahāna wa nahwihā,Ḥadith:2784
[33]Muslim bin Ḥajāj al qushirī, Saḥiḥ Al-Muslim,Kitāb al salām krne ka bayān,Ḥadith1325,Khalid Aḥsān Publisher Lahore,2004,Pg:74
[34] Aḥmad bin Ḥambal,Musnad Aḥmad,Vol4,kitāb tib,Ḥadith7763,Maktaba Raḥmānia Lahore2000,Pg: 90
[35] Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol3,Kitāb tib kā bayān,Ḥadith:682,Pg:217
[36]Al-Shebānī,Muḥammad bin al Ḥussain,moatā´ imām Muḥammad,Vol1,kitāb Ḥaj kā bayān,Ḥadith475 Maktaba Raḥmānia Lahore 2000,Pg:94
[37] Muhammad Al-Ṣalābī,Muhammad Ali Dr,Syedina Umer bin Khatab,Al furqan Trust,Muzafar Ghar Pakistan,Pg:400
[38]Ibn Kasir,Imad uddin,Hafiz,al bidaya wa al nihaya,Nafis Academy Karachi,1989,Vol7,Pg:111
[39]Al-zumar:53,54

[40] Ibn e Māja,Muḥammad bin yazīd,Sunan Ibn e Māja,Kitāb Tib kā bayān,Vol3,Ḥadith422,Majlis Ilmī dār al dawah naī dehli,2002,Pg:137
[41] Jāme Tirmizī,Vol1,Kitāb tib kā bayān,Ḥadith 2128,Pg:217
[42] Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol3,Kitāb tib kā bayān,Ḥadith:656,Pg:217
[43] Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol3,Kitāb tib kā bayān,Ḥadith:682,Pg:218
[44] Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol3,Kitāb tib kā bayān,Ḥadith:682,Pg:236
[45] Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol1,Kitāb azān kā bayān,Ḥadith:639,Pg:165
[46] Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol1,Kitāb tib kā bayān,Ḥadith:682,Pg:236
[47] Ibn e Maja,Hadith 793
[48]Sunan Abū Dāūd,Vol1,Kitāb Namāz kā bayān,Ḥadith 552,Pg:92
[49]Saḥiḥ Al-Bukharī,632,666
[50] A´l-Imrān:92
[51] Saḥiḥ Al-Bukharī:3358
[52]Jāme Tirmizī,Vol 2,kitāb duaon kā bayān,Hadith 1503,Pg:231
[53]Jāme Tirmizī,Vol 2,kitab zakāt kā bayān,Ḥadith 1503,Pg:231
[54]Al-baqara:222
[55]Jāme Tirmizī,Vol 2,kitab zakāt kā bayān,Ḥadith 1503,Pg:231
[56]Al-Arāf:31
[57]Al-Tibrānī,Abū al qāsim sulaimān bin Aḥmad,Al mujam al Aosat,Vol4,Dār Al - ḥaramain,Al- qāḥira 1994,Pg:329
[58]Saḥiḥ Al-Muslim, Vol3,Kitāb pine ki chīzon ka bayān,Ḥadith:758,Pg:183
[59] Nuhu A Sanas,"The Corelation between COVID-19 Confirmed and Recovered Cases in China: Simple Regression Linear Model Evidence",Electronic Research Journal of Social Sciences and Humanities,ISSN:27068242,Vol2:Issue 1,Jan-Mar 2020.www.ereasearchjournal.com
[60] Richman DD, Whitley RJ, Hayden FG, eds. Clinical virology, 4th edn. Washington: ASM Press, 2016
[61]Muḥammad bin Abdullah,Mishkāt al Maṣabīh,Vol5,Kitāb mujizon kā bayān,Ḥadith527,Maktaba Muḥammadia,Ghaznī street Lahore,2005,Pg:78
[62]Muṣnad Aḥmad,Vol 7,Kitāb Tib,Ḥadith7764,Pg:98
[63]Saḥiḥ Al-Bukharī,Vol1,Kitāb Namāz k oqāt kā bayān,Ḥadith:508,Pg:173
[64] Ahmad bin Shoib Al-Nasaī,Sunan Nasaī,Vol1,Kitāb pāki kā bayān,Ḥadith260,Maktaba al ilm urdu bāzār Lahore,2004,Pg:87
[65] Sunan Abu dāud,Vol3,Kitāb adab ka bayān,Hadith1621,Pg:59